(no subject)

Atta Ur Rahman <attaurrahman1@yahoo.com> 24 August 2010 23:24
To: daruliftadarululoom@gmail.com

کیافرماتے علمای حق اس مسئلے کے بارے میں

۱. کیا ہم قیامت کے دن پوچھا جائے گاکیا یہ غیر مسلم کیوں جھنم میں گئے؟

۲. دوسرے ملک پر تبلیغ میں جانے کاکیا حکم ہے فرض واجب سنت؟

۳. کیا ہم سے دوسروں کے بارے پوچھ ہوگی کیا تم نے کیوں ان لوگوں کوتبلیغ نہیں کیا؟

۴. سہ روزہ چلہ سال لگانا اس کا کیا حکم ہے؟

دار الافتاء ۹۸/۱۲۰۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

۱۔۳)........تبلیغ کے دو درجے ہیں ایک یہ کہ ہر انسان اپنے ماتحت افراد کو تبلیغ کرے ان کو برائی سے روکے اور اچھائی کا حکم دے یہ تبلیغ ہر شخص پر فرض ہے، حدیث شریف میں ہے کہ: الا کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ۔ لہذا اپنے ماتحت کا سوال تو ہر شخص سے ہوگا کہ کیا تم نے اپنے ماتحت کو غلط کام سے روکنے کی کوشش کی یا نہیں۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ اپنے ماتحت افراد کے علاوہ دوسرے لوگوں کو تبلیغ کی جائے یہ فرض فرض علی الکفایہ ہے یعنی بعض لوگ اگر انجام دیدیں تو سب کی طرف سے یہ ساقط ہو جاتا ہے اور اس میں بھی یہ تفصیل ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی آنکھوں کے سامنے کوئی برائی دیکھے اور اسکو یقین یا ظن غالب ہو کہ اگر میں ان لوگوں کو اس گناہ سے منع کروں تو یہ لوگ منع ہو جائیں گے تو اس پر لازم ہے کہ ان لوگوں کو منع کرے، اگر منع نہیں کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔

اور اگر اسکو امید نہ ہو کہ یہ لوگ بات مانیں گے بلکہ یہ خطرہ ہو کہ ان کیطرف سے ایذاء پہنچے گی تو اس صورت میں تبلیغ ضروری نہیں، ہاں دل میں اس برائی کو برا جانے۔

آجکل مختلف لوگ اس فریضے کو انجام دے رہے ہیں مثلاً تبلیغی جماعت والے یہ کام کر رہے ہیں، علماء کرام تصنیف وتالیف اور وعظ ونصیحت کے ذریعہ تبلیغ دین کے کام میں مصروف ہیں اور دنیا کے کونے کونے میں لوگوں کو اسلام کے بارے میں معلوم ہو گیا ہے، اسلئے تبلیغ کا یہ درجہ ہر مسلمان پر فرض نہیں ہے۔ لہذا اب اگر کوئی شخص بغیر کلمہ کے مرتا ہے تو اسکا سوال مسلمانوں سے نہیں ہوگا۔ ہاں دعوت وتبلیغ کا کام بلاشبہ اجر وثواب کا ہے، اسکا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان کا اپنا عمل درست ہو جاتا ہے، اسلئے عام مسلمانوں کو اپنی استطاعت کی حد تک اسمیں بھرپور حصہ لینا چاہئے۔ (مأخذہ التبویب ۹/۵۵۸)

۲)........تبلیغ کا پہلا درجہ ہر زمانہ میں فرض ہے اور اس کے لئے دوسرے ملک جانا ضروری نہیں ہے، ہر شخص اپنے دائرہ کار میں رہ کر یہ فریضہ انجام دے سکتا ہے لیکن جہاں تک دوسرے درجہ کا تعلق ہے، تو اگر مسلمانوں کی ایک جماعت یہ کام کر رہی ہو خواہ وہ مروجہ دعوت وتبلیغ کی جماعت ہو یا علماء وصلحاء کی جماعت ہو تو باقی مسلمانوں سے یہ فریضہ ساقط ہے، للہذا جہاں جتنی ضرورت ہو اسی قدر ذمہ داری ہوگی، اس سے واضح ہوا کہ دوسرے ملک جانا فرض وواجب کے درجہ میں نہیں ہے البتہ جائز اور مستحسن ہے، للہذا اگر کچھ لوگ اپنی استطاعت کے مطابق گھر والوں کا

انتظام کرتے ہوئے دوسرے شہر یا دوسرے ملک بھی جاتے ہیں تو بلا شبہ یہ جائز اور بہتر ہے۔ (ماخذہ محمودیہ ۲۰۴/۴)

دار الافتاء
فتوی نمبر ۹۸/۱۳۰۷

وفی سورة آل عمران: آیة ۱۱۰:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

وفی سورة آل عمران: آیة ۱۰۴:

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔

وفی روح المعانی تحت هذه الایة:

العلماء اتفقوا على ان الامر بالمعروف والنهی عن المنكر من فروض الكفايات۔

وفی الصحیح لمسلم، رقم الحدیث ۷۰:

عن طارق بن شهاب وهذا حديث أبي بكر قال أول من بدأ بالخطبة يوم العيد قبل الصلاة مروان فقام إليه رجل فقال الصلاة قبل الخطبة فقال قد ترك ما هنالك فقال أبو سعيد أما هذا فقد قضى ما عليه سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فإن لم يستطع فبلسانه فإن لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الإيمان۔

۴)........جواب سے پہلے ایک تمہید کا سمجھنا ضروری ہے اور وہ یہ کہ ایک مقصود ہوتا ہے اور ایک اس تک پہنچنے کے لئے وسیلہ، مقصود کی مثال حج کی ہے یعنی حج کرنا مقصود ہے اور اس تک پہنچنا چاہے وہ کسی بھی صورت میں ہو جہاز کے ذریعہ یا اونٹ کے ذریعہ وغیرہ یہ سب وسیلے ہیں، مقصود کے لئے تو دلیل کی ضرورت ہوتی ہے لیکن وسیلہ کے لئے اس کے خلاف دلیل کا نہ ہونا بھی اس کے مباح اور جائز ہونے کی دلیل ہے، اب اگر تبلیغ کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تبلیغ کرنا صحیح بات کا پھیلانا اور غلط بات سے منع کرنا اور اپنی اصلاح کرنا یہ تو مقصود ہے اور قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور اس کا وسیلہ کہ اس کام کو کس طریقے پر کیا جائے یا کس طرح کیا جائے تو اس کے بہت سے مختلف طریقے ہیں اور ان طریقوں میں سے بعض علماء نے وقت کی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور اس میں فائدہ دیکھتے ہوئے سہ روزہ، چار ماہ، ایک سال وغیرہ کی ترتیب قائم کی ہے، لہذا مذکورہ عدد مباح اور جائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

محمد انس

محمد انس

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۴ ذی القعدة ۱۴۳۱ھ

۲۰۱۰/۱۰/۱۳

الجواب صحیح

۴/۱۱/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح

محمد عبد المنان عفی عنہ

۴ ذیقعدہ ۱۴۳۱ھ

نائب مفتی

الجواب صحیح

شاہ محمد تفضل علی عفی عنہ

۴ ذی قعدہ ۱۴۳۱ھ

۱۳ اکتوبر ۲۰۱۰ء

الجواب صحیح

۴ ذی القعدہ

Scanned by CamScanner